بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

تذکرۃ الاولیاء

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

کی شہرۂ آفاق تصنیف کا اردو ترجمہ

الفاروق بک فاؤنڈیشن ۔ لاہور

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَآ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ

سُنو! بے شک

اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے

تذکرۃ الاولیاءؒ

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

کی شہرۂ آفاق تصنیف کا اردو ترجمہ

الفاروق بک فاؤنڈیشن لاہور

نام کتاب	----------	تذکرۃ الاولیاء
ناشر	----------	الفاروق بک فاؤنڈیشن
تعداد	----------	ایک ہزار
سال اشاعت	----------	مئی 1997ء
طابع	----------	اے این اے پرنٹرز
قیمت	----------	۱۰۵ روپے

ملنے کا پتہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا گنج بخش روڈ لاہور۔ فون : 7221953

9۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور۔ فون : 7225085-7247350

السلام کہااور جب میں نے پوچھا کہ آپ کے سامنے کون ہے فرمایا حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی نے عالم جان کنی میں آنے کا وعدہ فرمایا تھا لہٰذا وہ تشریف لے آئے ہیں اور دوسرے بہت سے اولیاءِ کرام بھی آپ کے ہمراہ ہیں اور مجھ سے فرما رہے ہیں کہ موت سے نہ ڈرو۔ یہ کہتے ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ آپ کی تاریخ وفات تذکرہ اولیاء کے بعض منسوخ نسخوں میں ان دو شعروں میں ملتی ہے۔

بوالحسن آنکہ بود خرقانی　　نشنیدم مثال او ثانی
شدہ تاریخ صاحب خرقان　　بوالحسن زیب جائے عدن جنان
۴۲۶ھ

باب۔ ۷۸

حضرت ابو بکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف:۔ آپ معرفت و حقیقت کے منبع و مخزن تھے اور آپ کا شمار معتبر صوفیائے کرام میں ہوتا تھا۔ گو جائے ولادت میں اختلاف ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ آپ بغداد میں پیدا ہوئے اور سن بلوغ تک وہیں مقیم رہے آپ کی کرامات و ریاضت اور نکات و رموز بے شمار ہیں جن کو یکجا کرنا بہت دشوار ہے آپ نے اپنے دور کے تمام بزرگوں کو دیکھا اور فیض بھی حاصل کیا۔ آپ امام مالک کے پیرو کار تھے۔ اور بہت سی احادیث بھی آپ نے تحریر کر رکھی تھیں۔ اس کے علاوہ آپ کی عبادت و ریاضت میں کبھی کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ اور ستر سال کی عمر پاکر ۳۳۴ھ ماہ ذی الحجہ میں انتقال ہوا۔

حالات:۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے تیس سال تک حدیث و فقہ کا درس لیا جس کے بعد میرے سینے سے ایک خورشید طلوع ہو گیا اور جب مجھ کو خدا کی طلب کا اشتیاق پیدا ہوا تو میں نے بہت سے اساتذہ کی خدمت میں رجوع کر کے اپنا مقصد ظاہر کیا لیکن کوئی بھی مجھے راستہ نہ دکھا سکا۔ کیونکہ ان میں سے ایک بھی بذات خود راستے سے واقف نہیں تھا بس مجھ سے تو اتنا کہہ دیتے تھے کہ ہم غیب کے سوا سب کچھ جانتے ہیں۔ چنانچہ میں نے حیرت زدہ ہو کر ان سے عرض کیا کہ آپ لوگ تاریکی میں ہیں اور میں روز روشن میں اور میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میں نے اپنی ولایت چوروں کے سپرد نہیں کی۔ یہ سن کر سب لوگ برہم ہو گئے اور میرے ساتھ بہت ہی ناروا سلوک کیا۔

ابتداء میں آپ نہاوند نامی جگہ کے سردار تھے اور جب تمام امیروں اور سرداروں کو دربار خلافت میں طلب کیا گیا تو آپ بھی وہاں تشریف لے گئے اور جس وقت خلیفہ سب کو خلعت عطا کرنے والا تھا اس وقت امیر کو چھینک آئی اور اس نے خلعت کی آستین سے ناک صاف کر لی جس کی سزا میں خلیفہ نے خلعت واپس لے کر اس کو برطرف کر دیا۔ اس وقت آپ کو یہ تنبیہ ہوئی کہ جو شخص مخلوق کی عطا کردہ خلعت سے گستاخی کر

جواب دیا کہ میں خود کو تمام مخلوقات سے کمتر تصور کرتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت جنید نے فرمایا کہ اب تمہارے ایمان کی تکمیل ہو گئی ہے۔ ابتدائی دور میں جو کوئی آپ کے سامنے خدا نام لیتا تو آپ اس کا منہ شکر سے بھر دیتے اور بچوں کو محض اس نیت سے شیرینی تقسیم فرمایا کرتے تھے کہ وہ آپ کے سامنے صرف اللہ اللہ کہتے رہیں۔ پھر بعد میں یہ کیفیت ہو گئی۔ کہ خدا کا نام لینے والوں کو روپے اور اشرفیاں دے دیا کرتے پھر اس مقام پر پہنچ گئے کہ شمشیر برہنہ لے کر پھرتے اور فرمایا کرتے کہ جو کوئی میرے سامنے اللہ کا نام لے گا اس کا سر قلم کر دوں گا اور جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اپنا پسلا رویہ کیوں تبدل کر دیا؟ فرمایا کہ پہلے مجھے یہ خیال تھا کہ لوگ حقیقت و معرفت کے اعتبار سے خدا کا نام لیتے ہیں لیکن اب یہ معلوم ہوا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ محض عادتاً نام لیتے ہیں جس کو میں جائز تصور نہیں کرتا۔

ایک مرتبہ آپ نے یہ غیبی ندا سنی کہ اسم ذات کے ساتھ کب تک وابستہ رہے گا؟ اگر طلب صادق ہے تو مسمیٰ کی جستجو کرو یہ ندا سن کر عشق الٰہی میں ایسے مستغرق ہوئے کہ دریائے دجلہ میں چھلانگ لگا دی لیکن ایک موج نے پھر کنارے پر پھینک دیا۔ پھر اسی کیفیت میں آگ میں کود پڑے لیکن آگ بھی آپ کے اوپر اثر انداز نہ ہو سکی۔ اس کے بعد اکثر مہلک و مہیب مقامات پر پہنچ کر خود کو ہلاک کرنے کی سعی کرتے رہے مگر اللہ تعالیٰ تو اپنے محبوب بندوں کی خود حفاظت فرماتا ہے اس لئے کسی جگہ بھی کوئی گزند نہیں پہنچتی اور ہر یوم ذوق و شوق میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے اور آپ اکثر چیخ چیخ کر فرماتے کہ تاسف ہے اس شخص پر جو نہ پانی میں غرق ہو سکا اور نہ آگ میں جل سکا۔ نہ درندوں نے پھاڑا اور نہ پہاڑ سے گر کر ہلاک ہو سکا۔ پھر آپ نے یہ ندائے غیبی سنی کہ جو مقبول الٰہی ہوتا ہے اس کو خدا کے سوا دوسرا کوئی قتل نہیں کر سکتا اس کے بعد آپ کے احوال یہاں تک پہنچ گئے کہ لوگوں نے دس مرتبہ زنجیروں میں جکڑا مگر پھر بھی آپ کو سکون میسر نہ آسکا۔ پھر آپ کو پاگل تصور کر کے پاگل خانے بھیج دیا گیا اور ہر شخص آپ کو دیوانہ کہنے لگا۔ لیکن آپ یہ فرمایا کرتے تھے کہ تم سب مجھ کو دیوانہ کہتے ہو حالانکہ تم سب خود پاگل ہو اور انشاء اللہ قیامت میں تمہاری دیوانگی سے میری دیوانگی کا مرتبہ زائد ہو گا۔

قید خانے میں جب آپ سے چند حضرات بغرض ملاقات حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم سب آپ کے احباب ہیں یہ سنتے ہیں آپ نے ان پر سنگ باری شروع کر دی اور فرمایا کہ تم کیسے احباب ہو جو میری مصیبت پر صبر نہیں کرتے۔

ایک مرتبہ آپ ہاتھ میں آگ لئے ہوئے پھر رہے تھے لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آگ کیوں لے رکھی ہے؟ فرمایا کہ میں اس سے کعبہ کو پھونک دینا چاہتا ہوں۔ تاکہ مخلوق کعبہ والے کی طرف متوجہ ہو جائے پھر دوسرے دن لوگوں نے دیکھا کہ آپ وہ جلتی ہوئی لکڑیاں لئے پھر رہے ہیں اور جب لوگوں نے وجہ پوچھی

توفرمایا کہ درخت پر بیٹھی ہوئی کوئل کو کو کر کے پوچھتی رہتی ہے کہ وہ کہاں ہے ؟ اور میں بھی اسی کی موافقت میں ہو ہو کرتا رہتا ہوں۔ آپ کے اس عمل کا کوئل پر ایسا اثر ہوا کہ جب خاموش ہو جاتے تو وہ بھی سکوت اختیار کر لیتی۔

ایک مرتبہ بچوں نے آپ کے پاؤں پر ایسا پتھر مارا کہ لہولہان ہو گیا اور زخم سے جو قطرے زمین پر گرتے ان میں سے ہر قطرہ خون سے اللہ کا نقش ابھرتا تھا۔

ایک مرتبہ عید کے دن سیاہ لباس میں ملبوس تھے اور وجد کا عالم تھا اور جب لوگوں نے سیاہ لباس پہننے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں نے مخلوق کے ماتم میں سیاہ لباس پہنا ہے اس لئے کہ پوری مخلوق خدا سے غافل ہو چکی ہے۔ ابتدا میں آپ سیاہ لباس ہی استعمال فرماتے تھے لیکن تائب ہونے کے بعد برقع پہننا شروع کر دیا تھا اور عید کے دن سیاہ لباس پہن کر اپنے لباس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ سیاہی نے ہم کو تاریکی کے ایسے عالم میں پہنچا دیا کہ ہم درمیان میں غرق ہو گئے۔ مجاہدات کے دوران آپ اس لئے اپنی آنکھوں میں نمک بھر لیتے تھے تاکہ نیند کا غلبہ نہ ہو سکے۔ حتیٰ کہ تھوڑی تھوڑی مقدار کر کے آپ نے سات من نمک آنکھوں میں بھر لیا تھا۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے تجلی فرما کر مجھ سے فرمایا ہے کہ سونے والے مجھ سے غافل ہو جاتے ہیں اور مجھ سے غفلت کرنے والا محجوب ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ چمٹی لے کر آپ نے اپنا گوشت نوچنا شروع کر دیا تو حضرت جنید نے اس کی وجہ پوچھی۔ آپ نے فرمایا کہ جو حقائق مجھ پر منکشف ہوتے ہیں ان کی مجھ میں طاقت نہیں ہے اس لئے یہ عمل کر رہا ہوں تاکہ ایک لمحہ کے لئے سکون مل سکے۔

ابتدائی دور میں آپ ہمہ وقت گریہ وزاری کرتے رہتے تھے۔ جس پر حضرت جنید نے فرمایا کہ خدا نے شبلی کو ایک امانت سونپ کر چاہا کہ وہ اس میں خیانت کرے اس لئے اس کو گریہ وزاری میں مبتلا کر دیا کیوں کہ شبلی کا وجود مخلوق کے درمیان عین الٰہی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت جنید کی مجلس میں آپ بھی حاضر تھے تو حضرت جنید کے بعض ارادت مندوں نے آپ کی تعریف میں یہ جملے کہے کہ صدق و شوق اور علو ہمتی میں آپ کا کوئی مماثل نہیں ہے۔ یہ سن کر حضرت جنید نے فرمایا کہ تم لوگوں کا یہ قول درست نہیں بلکہ حقیقت میں شبلی مردود اور خدا سے بہت دور ہے لہٰذا شبلی کو میری مجلس سے باہر نکال دو اور جب آپ نکل گئے تو حضرت جنید نے مریدین سے فرمایا کہ تم تعریف کر کے ہلاک کرنا چاہتے تھے کیونکہ تمہارے یہ تعریفی جملے اس کے لئے تلوار تھے اور اگر اس کا معمولی سا اثر بھی اس پر ہو جاتا تو اس کے نفس میں سرکشی رونما ہو جاتی اور وہ فوراً ہلاک ہو جاتا لیکن میری ہجو اس کے لئے ڈھال بن گئی اور وہ ہلاکت سے بچ گیا۔

آپ اپنے معمول کے مطابق تہہ خانے میں عبادت کیا کرتے تھے اور لکڑیوں کا گٹھا اس لئے اپنے ہمراہ

لے جاتے کہ جب عبادت سے ذرا بھی غفلت ہوتی تو ایک لکڑی نکال کر خود کو زود کوب کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک ایک کر کے تمام لکڑیاں ختم ہو جاتیں اور بعد میں آپ اپنے جسم کو دیواروں سے ٹکراتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ تنہائی میں عبادت کر رہے تھے کہ باہر سے کسی نے دروازے پر دستک دے کر کہا کہ ابو بکر حاضر ہوا ہے۔ لیکن آپ نے جواب دیا کہ اگر اس وقت حضرت ابو بکر صدیق بھی تشریف لے آئیں جب بھی میں دروازہ نہیں کھول سکتا لہٰذا براہ کرم تم واپس چلے جاؤ۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میری پوری زندگی انہی خواہش میں گزر گئی کہ کاش ایک لمحہ کے لئے خدا تعالیٰ سے مجھے ایسی خلوت نصیب ہو جاتی کہ میرا وجود باقی نہ رہتا اور چالیس سال سے یہ تمنا ہے کہ کاش ایک لمحہ کے لئے خدا کو جان اور پہچان سکتا۔ اور کاش میں پہاڑوں میں اس طرح روپوش ہو جاتا کہ نہ تو مخلوق مجھ کو دیکھ سکتی اور نہ میرے احوال سے باخبر ہوتی۔ پھر فرمایا کہ میں خود کو یہودیوں سے بھی زیادہ اس لئے ذلیل تر تصور کرتا ہوں کہ میں نفس و دنیا اور ابلیس و خواہشات کی بلاؤں میں گرفتار ہوں اور مجھے تین مصیبتیں یہ بھی لاحق ہیں کہ میرے قلب سے اللہ تعالیٰ دور ہو گیا ہے۔ دوم میرے قلب میں باطل جاگزیں ہو گیا ہے۔ سوم میرا نفس ایسا کافر بن گیا ہے کہ اس کو مصائب کو دور کرنے کا تصور تک نہیں آتا۔ پھر فرمایا کہ دنیا محبت کا اور آخرت نعمت کا مکان ہے لیکن ان دونوں سے قلب بہتر ہے کیونکہ یہ معرفت الٰہی کا مکان ہے پھر فرمایا کہ اگر میں بادشاہ کا خدمت گزار نہ ہوتا تو بزرگوں کی خدمت نہ کرتا۔

ایک مرتبہ نئے کپڑے جسم پر سے اتار کر جلا ڈالے اور جب لوگوں نے عرض کیا کہ شریعت میں بلاوجہ مال کا ضیاع حرام ہے تو فرمایا کہ قرآن نے کہا ہے "جس شے پر تمہارا قلب مائل ہو گا ہم اس کو بھی تمہارے ساتھ آگ میں جلا دیں گے"۔ چونکہ میرا قلب اس وقت نئے کپڑوں پر مائل ہو گیا تھا اس لئے میں نے ان کو دنیا میں ہی جلا ڈالا۔

جب آپ کے مراتب میں اضافہ شروع ہوا تو آپ نے وعظ گوئی کو اپنا مشغلہ بنا لیا اور اس میں لوگوں کے سامنے حقیقت کا اظہار بھی کرنا شروع کر دیا جس پر حضرت جنید نے فرمایا کہ ہم نے جن چیزوں کو زمین میں مدفون کر رکھا تھا۔ تم انہیں بر سر منبر عوام کے سامنے بیان کرتے ہو۔ آپ نے جواب دیا کہ جن حقائق کا میں اظہار کرتا ہوں وہ لوگوں کے ذہنوں سے بالاتر ہیں کیونکہ میری باتیں حق کی جانب سے ہوتی ہیں۔ اور حق ہی کی جانب لوٹ جاتی ہیں اور اس وقت شبلی کا وجود درمیان میں نہیں ہوتا۔ حضرت جنید نے فرمایا کہ گو تمہارا یہ قول درست پھر بھی تمہارے لئے اس قسم کی چیزیں بیان کرنی مناسب نہیں۔ آپ نے فرمایا، کہ دین و دنیا طلب کرنے والوں کے لئے ہماری مجلس نشینی حرام ہے۔

ایک مرتبہ مجلس میں آپ نے کئی مرتبہ اللہ اللہ کہا لیکن اسی مجلس میں ایک درویش نے اعتراض کیا کہ آپ